حج کے دینی و دنیاوی فوائد

اور امت مسلمہ کی ذمہ داریاں

حکیم عابد مجید مدنی
فاضل مدینہ یونیورسٹی

کلمہ توحید کی گواہی نماز کا اہتمام و قیام، زکوٰۃ دینا، روزہ رکھنا اور حج ادا کرنا اسلام کے بنیادی ارکان ہیں۔ ہر ایک کو بجالانے سے رضائے الٰہی اور اس ذات کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے۔ قرآن مجید میں کئی مقامات پر ارکان اسلام کو بجالانے کی اس مذکورہ حقیقت سے پردہ اٹھایا گیا ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کو خوش رکھنے کی خاطر تمام فرائض و واجبات اور سنن و مستحبات ادا کرے۔ وہ ایسے اعمال سرانجام دے کہ ان سے عبدیت الٰہی عیاں ہوتی ہو۔ حج جیسے عظیم اور اہم رکن کی بھی حقیقت یہ نظر آتی ہے۔ کہ حج کرنے والا شخص اپنے پیدا کرنے والے کے گھر کی طرف سفر کا آغاز اس صاف ستھری نیت سے کرے کہ اس کی طبیعت گناہوں اور برائیوں سے نفرت کرے اور نیک اعمال کی جانب متوجہ ہو جائے وہ بیت اللہ شریف سے گناہوں سے صاف ہو کر واپس لوٹے کہ جیسے اسے آج ہی اس کی ماں نے جنم دیا ہو، احادیث نبوی واضح کرتی ہے کہ جس شخص نے حج کے دوران برائی لڑائی جھگڑے بے ہودگی اور مجامعت سے پرہیز کیا اس کے گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں اور ایسے حج کی جزاء اور بدلہ جنت ہے۔

جو صاحب حیثیت شخص اس کو بغیر عذر شرعی چھوڑتا ہے وہ بہت سی برکات الٰہیہ اور رحمتوں سے محروم ہوتا ہے۔

ارشاد الٰہی ہوتا ہے اور لوگوں پر اللہ کیلئے حج کرنا فرض ہے جو اس راستہ پر جانے کی طاقت رکھتے ہوں اور جس نے انکار کیا یقیناً اللہ تعالیٰ جہانوں سے لاپرواہ ہے۔

> حج کرنے والا شخص اپنے پیدا کرنے والے کے گھر کی طرف سفر کا آغاز اس صاف ستھری نیت سے کرے کہ اس کی طبیعت گناہوں اور برائیوں سے نفرت کرے اور نیک اعمال کی جانب متوجہ ہو جائے وہ بیت اللہ شریف سے گناہوں سے صاف ہو کر واپس لوٹے کہ جیسے اسے آج ہی اس کی ماں نے جنم دیا ہو

حج تقرب الی اللہ کے وسائل میں سے ایک وسیلہ ہے۔ حجاج کی اللہ تعالیٰ مہمان نوازی فرماتے ہیں یہی وجہ ہے کہ حجاج کرام کو رحمان کے مہمان کہا جاتا ہے حج کی فرضیت اور اس کا اعلان حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زبان سے ہوتا ہے۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے فرزند ارجمند اسماعیل علیہ السلام نے بیت اللہ کی تعمیر مکمل فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے فرمایا کہ اس کی زیارت کرنے کا اعلان کر دیں اس کے اعلان کے بعد ہی سے حج کا آغاز ہوا۔ حج کا سفر بہت مبارک سفر ہے اگر موت حج کرنے کیلئے جانیوالے کو حج کرنے سے پہلے دبوچ لے تو اس کا اجر بھی ملے گا اور حج سے واپسی تک حج کرنے والا اللہ کی امان و حفاظت میں ہوتا ہے۔ اس کی دعائیں قبول ہوتی ہیں اور نیکیاں دوگنا تک بڑھا دی جاتی ہیں یہ فضائل و مراتب اس حج کے ہوتے ہیں جس میں پیش نظر رب تعالیٰ کی خوشنودی ہو۔ اس میں کسی قسم کی لڑائی جھگڑا اور فساد نہ ہو اور ارشاد خداوندی ہے:

''حج کے معلوم (مقررہ) ماہ ہیں جس نے ان مہینوں میں حج کرنا اپنے اوپر فرض کر لیا تو وہ بے ہودگی لڑائی جھگڑے اور فسق و فجور سے بچے اور جو بھی نیکیاں آپ سرانجام دیتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں جانتے ہیں''۔

جس گھر کی زیارت کا حج کرنے والی شخصیت ارادہ کرتی ہے وہ گھر امن وامان کا گہوارہ برکتوں اور رحمتوں سے مالا مال ہے اس کی ایک ایک جگہ اجر عظیم اور مغفرت کا باعث بنتی ہے، حجر اسود اور رکن یمانی کا چھونا ملتزم سے چمٹنا مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز ادا کرنا، اور حرم کے اندر نماز پڑھنا، حجاج کو گناہوں سے پاک وصاف کردینے والے مقامات واعمال ہیں۔ علاوہ ازیں میدان منیٰ عرفات اور مزدلفہ کا قیام وغیرہ بھی لوگوں کے گناہوں کو ختم کر دیتا ہے۔ ان مقدس مقامات پر حجاج کرام کو ایک لمبا عرصہ تک ٹھہرتے ہوئے اپنے خالق و مالک اور رازق سے تعلق کو مزید بڑھانے کا موقع ملتا ہے، حاجی مسلسل اسے راضی کرنے کی کوشش کرتا ہے، وہ فقیر ومحتاج بن کر اس ذات کے سامنے آنسو بہاتا ہے۔ اپنے کئے پر شرمندہ ہوتا ہے اور اس کا دل رب تعالیٰ کے ڈر کی وجہ سے ہنڈیا کی طرح ابلتا ہے۔ ایسی حالت میں وہ اطاعت وفرمانبرداری کے وعدے کرتا ہے۔ اس طرح کے حاجی کے حج کو حدیث میں حج مبرور کہا گیا ہے، جسے اردو کے قالب میں حج مقبول کہتے ہیں۔ ایسا حج ہر قسم کی ریا نمود ونمائش اور دکھلاوے سے پاک اور مبرا ہوتا ہے۔ حج کے لغوی معنی قصد کرنے اور ارادہ کرنے کے آتے ہیں۔ اور اصطلاح شریعت میں بیت اللہ شریف کی تعظیم کی غرض سے مخصوص اعمال شروط اور قیود کے ساتھ مخصوص ایام میں زیارت کرنے کے آتے ہیں۔ قرآن مجید میں حج کا لفظ اصطلاحی معنی میں کئی مقامات پر مذکور ہوا اور عمرے کا لفظ تین آیات میں آیا ہے۔ جبکہ دونوں کے آداب واحکام کو پچیس آیات میں ذکر کیا گیا ہے۔ صحیح بخاری میں حج وعمرہ کے متعلق ۲۲۰ ابواب قائم کئے گئے ہیں اور ۱۴۰ احادیث بغیر تکرار کے موضوع میں مقررات کو شامل کرنے سے ۳۴۹ احادیث منقول ہیں آثار صحابہ تابعین اور طبقات اس کے علاوہ ہیں۔ حدیث فقہ کی کوئی کتاب حج وعمرہ کے مسائل سے خالی نہیں۔ متاخر اور متقدم علماء کرام نے اس موضوع پر مختلف کتابیں اور رسائل تحریر کئے ہیں، عظیم مصنف قاضی ایاز کہتے ہیں امام طحاوی نے حج کے موضوع پر ایک ہزار سے زائد صفحات پر مشتمل تصانیف فرمائی ہیں۔ امام محمد بن منذر ابن خذیم اور محمد بن شجاع نے بھی حج سے متعلق موضوعات لکھے۔ حج کی مذکورہ اہمیت اور اس کے دینی اور روحانی منافع اپنی جگہ پر مسلم اور ثابت ہیں۔ علاوہ ازیں حج کے ادا کرنے سے مسلمانوں کو کئی دنیاوی فوائد بھی حاصل ہوتے ہیں۔

امام شاہ ولی اللہ حج وعمرہ کے فوائد وبرکات کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

يشهدو منافع لهم

یعنی اپنے فوائد والی جگہوں پر ہو جائیں اور حج کے فوائد حاصل کریں جن میں بعض ملی اور بعض شخصی ہیں۔

فوائد حج

حج ادا کرنے سے جہاں انسان کا رابطہ اللہ تعالیٰ سے بڑھتا ہے وہاں اس کے ذریعہ سے مسلمانوں کے مابین تعلقات بھی گہرے ہوتے ہیں۔ ان کے باہم اکٹھے حج کرنے سے الفت وپیار محبت، تعاون، حسن سلوک، اور اخوت جیسے اوصاف پیدا ہوتے ہیں۔

ان مذکورہ صفات کی پیدائش کا آغاز عزم حج کے ساتھ ہی ہو جاتا ہے۔ عازم سفر ہونے سے پہلے حاجی اپنے متعلقین، عزیز واقارب سے ملاقاتیں کرتا ہے ان سے معافی مانگتا ہے، اور انہیں وعظ ونصیحت کرتا ہے اگر کسی پر اس نے ظلم وزیادتی کی ہو۔ تو اس سے درگزر کی اپیل کرتا ہے اور اپنے سے ناراض لوگوں سے صلح کرنے کیلئے کوشاں ہوتا ہے۔

یہ ایک ہم تبدیلی حاجی کے اندر پائی جانی چاہیے جس کی تلقین علماء کرام بھی کرتے ہیں کہ حاجی صاحبان کو دربار مقدس کا سفر شروع کرنے سے قبل اپنے تمام معاملات کو درست کرنا چاہئے تاکہ حاجی اور اس کے رب کے تعلق ورابطہ میں کوئی چیز حائل نہ ہو۔

اجتماعیت:

> حج میں مختلف لوگوں کے مابین مقاربت، ومواخات کا موقع بھی ملتا ہے۔ جسے اسلام پسند کرتا ہے، حج اور دوسرے احکام اسلام جمعہ جماعت اور عیدین وغیرہ بھی باہمی محبت واخوت ہی کا درس دیتے ہیں۔ حج مختلف وطن، رنگ ونسل رکھنے والے لوگوں کی ملاقاتوں کا موقع فراہم کرتا ہے۔ بنا بریں نفرتیں، کدورتیں، اور مخالفتیں ختم ہو جاتی ہیں اور عالمی سطح پر باہمی تعاون کی فضا قائم ہوتی ہے جن کی بنا پر تجارتی سفارتی سیاسی، اقتصادی، اور معاشی معاہدے طے پاتے ہیں

حج انسانوں کے اندر اجتماعیت کی روح پھونکتا ہے۔ جس کی وجہ سے انسانی معاشرے میں اجتماعیت قوت پکڑتی ہے اور باہمی تعاون کی راہیں روشن ہوتی ہیں۔ اجتماعیت کا یہ درس حج کیسے نہ دے کہ حج کرتے وقت حاجی ہر رکن ایک جماعت کے ساتھ سرانجام دیتا ہے، عزم حج کے ساتھ ہی حجاج کرام کے گروپ بننے شروع ہوجاتے ہیں، اور آخر دم تک یہی اجتماعیت رہتی ہے۔ حج کا کوئی رکن جماعت سے ہٹ کر ادا نہیں ہوسکتا۔ آنے جانے اور آمدورفت کے علاوہ رہنے سہنے، قربانی دینے، عرفات میں اکٹھے ہونے مزدلفہ میں رات گزارنے، بیت اللہ کا طواف کرنے اور تلبیہ وغیرہ کہنے سے لیکر طواف افاضہ تک تمام مناسک اجتماعیت کا درس دیتے ہیں۔

امن و سلامتی:

حج کے سفر کی ایک منفعت یہ بھی ہے کہ اس کی ادائیگی سے مسلمانوں کے مابین امن وسکون اور اطمینان کی فضا پھیلتی ہے۔ وہ ایک ایسے پر امن مقام پر رہتے ہیں کہ جہاں تلواروں کا سونتنا اور شکار کرنا منع ہے۔

بھائی چارہ

حج میں مختلف لوگوں کے مابین مقاربت، و مواخات کا موقع بھی ملتا ہے۔ جسے اسلام پسند کرتا ہے، حج اور دوسرے احکام اسلام جمعہ جماعت اور عیدین وغیرہ بھی باہمی محبت و اخوت ہی کا درس دیتے ہیں۔ حج مختلف وطن، رنگ ونسل رکھنے والے لوگوں کی ملاقاتوں کا موقع فراہم کرتا ہے۔ بنابریں نفرتیں، کدورتیں، اور مخالفتیں ختم ہو جاتی ہیں اور عالمی سطح پر باہمی تعاون کی فضا قائم ہوتی ہے جن کی بنا پر تجارتی سفارتی سیاسی، اقتصادی، اور معاشی معاہدے طے پاتے ہیں۔

فروغ تجارت

حج کے مواقع پر مختلف ممالک کے ذمہ دار لوگوں کی آپس میں ملاقاتیں تجارتی کاروباری لحاظ سے مفید ہوتی ہیں حج کے موقع پر تجارت کے سلسلے میں جب آپ سے پوچھا گیا تو اللہ تعالیٰ نے حکم نازل فرمایا:

کہ آپ پر کوئی گناہ نہیں کہ آپ اپنے رب کا فضل یعنی مال تلاش کریں (البقرہ:۱۹۸)

مذکورہ آیت کی روشنی میں کہا جاسکتا ہے کہ حج میں تجارت کرنا اور مال کمانا جائز ہے۔ جس میں تجارتی ترقی کے مواقع زیادہ اور وسعت پذیر ہوتے ہیں۔ جناب سید قطب اپنی تفسیر کی کتاب ''قرآن کے سائے'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ حج عظیم عالمی کانفرنس، اقتصادی مارکیٹ اور تجارتی مرکز ہے۔

مساوات و برابری

حج کی عظیم کانفرنس اور بڑا اجتماع تمام مسلمانوں کی برابری اور مساوات کا منظر پیش کرتا ہے، ہر بڑا چھوٹا، مرد، عورت، مالک ومملوک، آقا و غلام، امیر وغریب، آفیسر ملازم، معلم، متعلم، تاجر، مزدور، گورنر، وزیر اعلی، صدر، وزیر اعظم غرض کہ ہر فرد ایک ہی لباس میں، ایک ہی میدان میں اور ایک ہی امام کی اقتدا میں ایک ہی کلمہ الاپتے ہوئے حج ادا کرتے ہیں۔ تو ہر قسم کا امتیاز اور فرق مٹا دیا جاتا ہے۔

اتفاق و اتحاد

حج میں تمام مسلمان ایک ہی لباس میں اور ایک ہی مرکز میں اکٹھے حاضر ہوتے ہیں جس سے عالمی سطح پر مسلمانوں کے درمیان اتفاق و اتحاد کا اظہار ہوتا ہے ان کی قوت کا مظاہرہ ہوتا ہے اور بنیان مرصوص کا مصداق ہوتے ہیں اس بنیان مرصوص کی چنائی، عربی، فارسی، افغانی، ہندی، شمالی، مغربی، سوڈانی، اور افریقی وغیرہ کے انسانوں کی اینٹوں سے کی جاتی ہے۔ جنہیں بیت اللہ سال میں ایک مرتبہ اکٹھا کر کے اتحاد و اتفاق کا درس دیتا ہے، یوں مسلمانوں کے مابین یکجہتی کے معاہدے تجدید پاتے ہیں، موجودہ دور میں مسلمانوں کے مابین اتحاد کی زیادہ ضرورت ہے۔ جس کے معدوم ہونے کی وجہ سے مسلمان ہر جگہ پٹ رہا ہے۔ دشمن اسلام قوتیں اسے آلہ کار بنائے ہوئے ہیں۔

حج کے مواقع پر اسلامی اتحاد و اتفاق پر زیادہ زور دیا جاتا ہے۔ اور مسلمانوں کو ایک اسلامی بلاک

حج میں تمام مسلمان ایک ہی لباس میں اور ایک ہی مرکز میں اکٹھے حاضر ہوتے ہیں جس سے عالمی سطح پر مسلمانوں کے درمیان اتفاق واتحاد کا اظہار ہوتا ہے ان کی قوت کا مظاہرہ ہوتا ہے اور بنیان مرصوص کا مصداق ہوتے ہیں اس بنیان مرصوص کی چنائی، عربی، فارسی، افغانی، ہندی، شمالی، مغربی، سوڈانی، اور افریقی وغیرہ کے انسانوں کی اینٹوں سے کی جاتی ہے۔ جنہیں بیت اللہ سال میں ایک مرتبہ اکٹھا کر کے اتحاد واتفاق کا درس دیتا ہے

بنانا چاہیے جس میں وہ اپنے مابین نزاعی مسائل کا اسلامی حل پیش کریں۔

حج اور امت اسلامیہ

حاجی جب دربار مقدس میں پہنچتا ہے تو وہ اپنے آپ کو ایک بہت بڑے جسم کا عضو محسوس کرتا ہے وہ خیال کرتا ہے کہ وہ ایک بہت بڑی امت کا فرد ہے، ایسی امت کہ جس کے افراد چہار دانگ عالم میں پھیلے ہوئے ہیں جو جغرافیائی حدود اور اس میں تقسیم سے پاک ہے۔ اس طرح حج کا یہ منظر ایک عالمی اخوت کا مظہر ہے۔ امت اسلامیہ کو حج کے اس اہم ترین مقصد کو حج میں سامنے رکھنا چاہیے۔ حج کے مذکورہ دینی و دنیاوی اہداف و اغراض جو بہت بلند اور عظیم ہیں تو پھر آج امت مسلمہ تفرق و انتشار اختلاف کا شکار کیوں ہے؟ پھر لاکھوں حجاج کرام کے سامنے حج کے یہ مطالب و مفاہیم کیوں نہیں ہوتے؟ انہیں ہمیشہ سوچنا چاہیے کہ کیا حج صرف حرکت ونقل اور سفر کا نام تو نہیں رہ گیا جس کے مقاصد غائب اور مفقود ہیں۔

محسوس ہوتا ہے کہ امت اسلامیہ حج کے مزکورہ منافع کو بھول چکی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان، مسلمانوں سے لڑتا ہے۔ وہ ایک دوسرے کی سرحد پر حملہ آور ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ مسلمان حج میں حج کے حقیقی مقاصد کو مدنظر نہیں رکھتے۔ اب ضرورت اس امر کی ہے کہ پوری امت اسلامیہ حج کے اصلی مقاصد کو حاصل کرے اور وحدت کے رشتے کو اس حج کے ذریعے حاصل کرے۔ جس کے لئے حج مسلمانوں کو تیار کرتی ہے۔ تو اسلام دشمن قوتیں اپنی موت آپ مرجائیں گی اور آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنا ان کیلئے آسان نہ ہوگا۔

فحش گوئی اور بدزبانی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بندہ ایک بات اپنی زبان سے ایسی کہتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے والی ہوتی ہے بندہ اس کو اہم نہیں جانتا لیکن اس بات کی وجہ سے اللہ اس کے درجات بلند کر دیتا ہے اسی طرح بندہ ایک بات اپنی زبان سے ایسی نکالتا ہے جو اللہ کو ناراض کرنے والی ہوتی ہے اور وہ اس کو کوئی اہمیت نہیں دیتا حالانکہ وہی بات اسے جہنم میں لے جاتی ہے۔ گویا کہ جو بھی اللہ کی رضا حاصل کرنا چاہتا ہو اور اس کی ناراضگی سے بچنا چاہتا ہو اسے چاہئے کہ وہ اپنی زبان کو بے لگام نہ ہونے دے۔ اور کوئی ایسی بات نہ کرے جو اس کو جہنم کی طرف لے جانے والی ہو اسی لئے کہا جاتا ہے کہ پہلے تو لو پھر بولو۔ جب بھی کوئی شخص اپنی زبان کے استعمال میں بے پرواہ ہو جاتا ہے تو وہ بدزبانی اور فحش گوئی پر اتر آتا ہے نفاق کی علامت میں سے ایک علامت یہ بتائی جاتی ہے کہ جب وہ کسی سے جھگڑتا ہے تو گالی گلوچ پر اتر آتا ہے۔

جبکہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا مسلمان کو گالی دینا فسق اور لڑائی کرنا کفر ہے اور بدزبانی اور فحش گوئی سے اللہ سخت ناراض ہوتا ہے اسی لئے اس کو فاسق کہا گیا ہے یعنی اللہ کی نافرمانی کرنے والا کام جو انسان کو گندے خیالات کا مالک بناتا ہے جس کا قلب وضمیر بے حیا ہو جاتا ہے اس کا اظہار اس کی زبان سے بھی ہوتا ہے وہ دوسرے انسان کی تحقیر کرنے میں باک محسوس نہیں کرتا دوسروں کا مذاق اڑانا چغل خوری کرنا، فحش کلامی کرنا اس کی عادت بن جاتی ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا مسلمان وہ شخص ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں زبان ایسی چیز ہے کہ اگر اس پر کنٹرول نہ رکھا جائے تو سب سے زیادہ گناہ شاید اسی سے سرزد ہوتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ۔ جو شخص مجھے جبڑوں کے درمیان کی چیز کی (یعنی زبان کی) حفاظت کی ضمانت دے دے تو میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں (بخاری) دراصل یہی وہ کمزور مقام ہے جہاں سے شیطان کو حملہ کرنے کا موقع ملتا ہے اور گناہ اسی سے سرزد ہوتے ہیں۔ جبکہ زبان ہی کے ذریعے انسان گناہ کی طرف پیش قدمی کرتا ہے اور نہ صرف کہ دوسروں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتا ہے بلکہ اپنا نقصان بھی کرتا ہے۔ اور یہی چیز اس کے اخلاق کو تباہ کر دیتی ہے۔ ابوداؤد میں روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب سے وزنی چیز جو قیامت کے دن میزان میں (ترازو میں) رکھی جائے گی وہ آدمی کا حسن اخلاق ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس شخص سے بغض رکھتا ہے جو زبان سے بے حیائی کی بات نکالتا ہے اور بدزبانی کرتا ہے قدرت کو زبان کی سخت پسند نہیں اس لئے اس میں ہڈی نہیں رکھی، بات چیت کا سلیقہ بہت بڑا فن ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جھوٹ بولنے سے بچتے رہو کیونکہ جھوٹ بولنے کی عادت انسان کو برائی کے راستے پر ڈال دیتی ہے۔ زبان ایک ایسا درندہ ہے اگر اس کو ذرا سا آزاد کر دیا جائے تو کاٹ کے کھا جائے۔

(حافظ عبدالحفیظ محسن، جامعہ سلفیہ)

عقیدہ الولاء والبراء کہتے ہیں۔

پیش نگاہ کتاب میں لائق مصنف نے اس اہم مسئلے کی نقاب کشائی کی ہے جسے اس وقت مسلم امت نے فراموش کر دیا ہے اور وہ اسلام دشمن عناصر سے دوستی کی خاطر بڑی سرگرمی سے "دست دراز" کرتے ہیں۔ یہ کتاب حکمت وموعظمت کے انمول موتیوں کی اک خوبصورت لڑی ہے اس میں قرآن وسنت کے دلائل دے کر ہمیں ایک اہم سبق ذہن نشین کرانے کی کوشش کی گئی ہے۔ اور ساتھ ہی پاکیزہ دوستی سے متعلق اسلامی اصول بتائے گئے ہیں۔ اس خوبصورت کتاب کو پانچ ابواب میں منقسم کیا گیا ہے اور شروع میں ایک پرمغز مقدمہ جو عقیدہ الولاء، عقیدہ البراء سے متعلق ہے اس میں محترم طاہر نقاش صاحب نے اس مسئلے کی اپنے اسلوب خاص سے خوب وضاحت کی ہے اور حقیقت کو نکھار کر پیش کیا ہے۔ باب اول، اچھے اور بُرے دوست کی پہچان سے متعلق ہے، دوسرے باب میں نیک لوگوں کی صحبت ومحبت کے نتائج وثمرات بیان کئے گئے ہیں۔ تیسرا باب اللہ کیلئے محبت کے ثمرات وفضائل جیسے اہم موضوع پر مشتمل ہے۔ کتاب کا چوتھا باب، بُرے ہم نشین (دوست) کے نقصانات اور پانچواں باب ہم نشین (دوست) کے انتخاب اور چناؤ سے متعلق ہے۔ کتاب ہر اعتبار سے معیاری اور مواد کے لحاظ سے جاندار ہے۔ اس کا مطالعہ قاری کو بہت کچھ سوچنے پر مجبور کرتا ہے۔ اس بے راہ روی کے دور میں جبکہ انسان دولت کی ریل پیل میں اسلامی اخوت و محبت کے رشتے کو بھول چکا ہے۔ اس کتاب کا مطالعہ اسے نئی فکر اور صحیح راستہ دکھاتا ہے۔ کتاب کے مصنف، مترجم اور ناشر کی یہ کاوش قابل قدر ہے۔ خوبصورت فور کلر ٹائٹل، عمدہ کاغذ معیاری طباعت اس کتاب کے ظاہری ومعنوی حسن کو دوبالا کئے ہوئے ہے۔ امید ہے کہ علمی، ادبی اور دینی حلقوں میں یہ کتاب خوب ذوق و شوق سے پڑھی جائے گی۔